

خود انحصاری

میں نے کچھ ایسے زندگی کی ہے
گھوپ اندر ہیرے میں روشنی کی ہے

جگ پہ کب اعتبار رکھا ہے
خود پہ ہی انحصار رکھا ہے
گرداب پنے حصار رکھا ہے

یہ بہت پہلے جان بیٹھا تھا
کہ یہاں ایک ہی سہارا، میں
ڈوبنے لگ گیا کہیں پہاگر
پھر تو بس ایک ہی کنارہ، میں

پار، ان غیار کچھ نہیں دیں گے
پیار، بیو پار کچھ نہیں دیں گے
اپنے گرنے پر خود سنبھالنا ہے
ہر چنورہی سے خود نکلنا ہے

سو فقط اپنی ذات، اپنا وجود

سو فقط حوصلہ، جو ان مردی

ان پر ہی اعتبار رکھا ہے
خود پر ہی انحصار رکھا ہے

تشنے کامی اگر بڑھی اپنی
چشمہ دل سے پی لیا میں نے
درد جب بھی بڑھا کسی غم کا
خود کو ہی چارہ گر کیا میں نے

جب اندھیرا بڑھا مرے اندر
روح کی روشنی سے کاٹ دیا
جب سیاہی بڑھی غموں کی تو
پشم نم سے، ہی دھو دیا اس کو

میں نے کچھا یسے زندگی کی ہے
گھُپ اندھیرے میں روشنی کی ہے
جگ پہ کب اعتبار رکھا ہے!
خود پہ ہی انحصار رکھا ہے!
گرداب پنے حصار رکھا ہے!